

## امریکی دارالسلطنت میں محدود حق رائے دہی

شہریوں کا کہنا ہے کہ ہمیں  
تونٹی دہلی کی طرح  
مکمل جمہوریت چاہئے۔

جین وارنر ملہوٹرا



ڈی سی ڈیپارٹمنٹ آف موٹر ویکلس نے نومبر ۲۰۰۰ میں اپنے قیام کے بعد واشنگٹن ڈی سی کے ڈیکوریشن و ڈاؤٹ ریپریزنٹیشن کی ایک ملین سے زائد کارلائسنس پلیٹیں جاری کی ہیں۔

سنے میں کیسا عجیب سا لگتا ہے مگر یہ سچ ہے کہ دارالسلطنت کے باشندے قانون ساز ادارے میں نمائندگی سے محروم ہیں۔ ابھی ۱۹۹۱ تک یہ مسئلہ نئی دہلی میں بھی تھا اور واشنگٹن ڈی سی میں بھی۔ دیگر ملکوں کے راجدھانی خطوں مثلاً آریجینا، آسٹریلیا، برازیل، میکسیکو، ویزوولا میں سے ہر ملک نے امریکہ کے ضلعوں سے ملنے چلتے وفاقی اضلاع بنائے ہیں جہاں راجدھانی کے باشندوں کے حقوق محدود ہیں۔ تاہم ادھر کے کچھ برسوں میں ان میں سے ہر ملک نے اپنی راجدھانیوں کے لئے ووٹنگ کے حقوق اور سیلف گورنمنٹ میں توسیع کی ہے (جیسے کہ ہندوستان میں ۱۹۹۱ میں آئین میں ۶۹ ویں ترمیم کی گئی)۔

تاہم قومی قانون ساز اداروں میں اپنی آواز سے صرف امریکہ کی راجدھانی محروم رہ گئی ہے۔ ہم لوگ جب یہاں آئے تھے جب ہم نے یہی سوالات کئے تھے کہ یہ مسئلہ کیسے ابھرا؟ کیوں برقرار رہا؟ اس کا حل کیسے نکل سکتا ہے؟



ڈی سی ڈیپارٹمنٹ آف موٹر ویکلس نے نومبر ۲۰۰۰ میں اپنے قیام کے بعد واشنگٹن ڈی سی کے ڈیکوریشن و ڈاؤٹ ریپریزنٹیشن کی ایک ملین سے زائد کارلائسنس پلیٹیں جاری کی ہیں۔

دور دائیں: واشنگٹن ڈی سی کے ساکنان ڈیکس دو۔ نمائندگی سے انکار مینظاہرہ کے دوران فیڈرل انکم ٹیکس ریٹرن کی کاپیاں نذر آتش کرتے ہوئے۔ دائیں: واشنگٹن میں کیپیٹل بلڈنگ کے نزدیک اسکول وڈاؤٹ والس کی طالبات سارہ کوکس (بائیں) مولی سلوس اور نورا سلوس ڈی سی حق رائے دہندگی کی حمایت میں ریلی کے دوران۔

اس کے علاوہ چونکہ شہر کا مقامی قانون اور اس کا بجٹ امریکی کانگریس سے حتمی منظوری کا محتاج ہے اس لئے ڈی سی کے باشندے حتمی ہوم رول سے بھی محروم ہیں۔ یہ صرف اسکول کی ابتدائی جماعتوں میں تاریخ کی کتاب کے کسی سبق کا حصہ ہی نہیں کہ ”نمائندگی نہیں مگر ٹیکس لازم“ بلکہ ۲۳۲ سال پہلے برطانوی حکومت کے خلاف امریکی نوآبادیات کے نمائندوں کی شکایت ہے۔ آج بھی امریکہ کی راجدھانی کے باشندوں کے لئے یہ نعرہ حیرت انگیز طور پر اہم اور بامعنی ہے۔

ایک مندوب ہوگا مگر وہ بھی ووٹ دینے کے حق سے محروم۔ آئین میں ۲۳ ویں ترمیم کے ذریعہ صدر امریکہ منتخب کرنے کا اختیاق دیا گیا ہے۔ ۱۹۵۰ اور ۱۹۶۰ کی دہائیوں میں شہری حقوق کی تحریکات کے نتیجے میں یہ اختیاق ملا ہے۔ کچھ اور بھی امریکی باشندے ایسے ہیں جن کو نمائندگی حاصل نہیں، جیسے کہ بحر الکاہل میں امریکی جزیرہ گوام کے باشندے، کیری بین سمندر میں پورٹو ریکو کے باشندے۔ واشنگٹن، ڈی سی میں رہنے والے امریکی باشندے وفاقی انکم ٹیکس ادا کرتے ہیں۔

انتخابات ہوں گے تو وہ لوگ دو سال کی معیاد کے لئے امریکی کانگریس کے ایک نمائندے کو اور بہت سی ریاستوں میں ۶ سال کے لئے اپنے دو امریکی سینیٹ ممبروں میں سے ایک کو چننے میں ہاتھ بنائیں گے۔ چونکہ کولمبیا ضلع ۱۸۰۰ میں وفاقی خطہ بنا تھا اور یہ کسی ریاست کا حصہ نہیں ہے اس لئے امریکہ کے آئین کی موجودہ تشریح کے مطابق اس کے باشندے کانگریس میں نمائندگی کے حقدار نہیں ہیں۔ قومی پارلیمنٹ کے ایوان بالا میں ان کا کوئی نمائندہ (ہیٹورکن سینیٹ) نہیں ہوگا۔ ایوان نمائندگان میں ان کا

بھی، طاقتور بھی اور ناقابل قیاس بھی۔ احباب ایک ساتھ تاراج دیکھنے کے لئے ایکشن ٹائم پارٹیوں میں یکجا ہوتے ہیں اور یہ معلوم کرتے ہیں کہ وہ ہائٹ ہاؤس میں ان کا نیا پردہ کیوں ہوگا؟ واشنگٹن کے رہنے والے جو لوگ اپنے قریب کے پولنگ مراکز میں بہت بڑی تعداد میں جمع ہوتے ہیں اور صدر کے لئے ووٹ دینے کی غرض سے شام ڈھلنے تک پولنگ بوتھ پر موجود رہتے ہیں وہ اس سہولت کو کتنی نہیں سمجھتے۔ انہیں ۱۹۶۱ میں ووٹ دینے کا یہ حق حاصل ہوا ہے۔ نومبر میں امریکہ کے بقیہ تمام علاقوں میں جب

**میسوری** کے کنساس سٹی سے جب ہمارا خاندان ۲۰۰۲ میں واشنگٹن ڈی سی منتقل ہوا، اس وقت میری ۵ سال کی بیٹی نے مجھ سے سوال کیا کہ مقامی گاڑیوں کی لائسنس پلیٹوں پر چھپے ہوئے ”نمائندگی نہیں مگر ٹیکس لازم“ کے نعرے کا مطلب کیا ہے۔ میں نے بتایا کہ ”ہم لوگ اب ملک کی راجدھانی میں رہتے ہیں۔ اب کسی ریاست میں نہیں ہیں۔ اور اس نعرے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا کوئی سینیٹ کامبر نہیں اور کانگریس میں ہمارے لئے ووٹنگ کا حقدار کوئی نمائندہ بھی نہیں ہے۔“

”اس کا مطلب“  
”اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں اپنے قانون بنانے میں ہاتھ بنانے کا موقع نہیں ملتا جب کہ ہم ٹیکس ادا کرتے ہیں۔“  
اس نے پوچھا ”کیا یہ منصفانہ بات ہے؟“  
یہ ایسا موضوع نہیں جس میں اتنی چھوٹی سی بچی کا دماغ الجھے۔ ہم لوگ منتقل ہو کر اپنی حکومت کے مرکز کے بہت قریب آچکے ہیں مگر اس کوشش میں کہیں نہ کہیں ہم اپنے مقام کو کھو چکے ہیں۔  
میں نے اس سے کہا ”چلو، ہم لوگ اور زیادہ باتوں کا پتہ لگائیں، اور دیکھیں کہ ہم کیا سوچتے ہیں۔ قوم کی راجدھانی سے بہتر کوئی جگہ جمہوریت کے بارے میں جاننے کے لئے نہیں ہے۔“  
☆☆☆

صدر راقی انتخاب کا جو تصور واشنگٹن ڈی سی میں ہے کہیں اور نہیں۔ ایکشن کا یوزن واشنگٹن کا مانوسن ہے۔ بیجان نیز بھی، بیارا



یہ ایک غیر منافع بخش، غیر جانب دار تنظیم ہے جو بالکل عوامی سطح پر عام آدمیوں کے درمیان رہ کر کام کرتی ہے۔ اور ووٹر کی طرف سے وکالت بھی کرتی ہے اور ان کو باشعور بھی بناتی ہے۔ ۱۹۳۸ سے اب تک اس لیگ نے ڈی سی کے باشندوں کے لئے سیلف گورنمنٹ کی حمایت کی ہے۔

لیگ کے سینئر ڈائریکٹر برائے وکالت لائڈیو نارڈ نے بتایا کہ ”ہر کوئی عوامی نمائندگی کے حق میں ہے لیکن بہت سے لوگ اس نمائندگی کو حاصل کرنے کے لئے مخصوص طریقوں کے طرفدار نہیں ہیں۔“ ایک سوال یہ ہے کہ امریکی آئین میں دارالسلطنت کی حیثیت

اگر یہ پوچھا جائے کہ کیا اس خط کا اندراج ہوگا؟ کیا لکھنے والے کو خط کا جواب ملے گا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ امکان نہیں۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ صرف رائے دہندہ کو ہی ترجیح دی جاتی ہے۔“ چونکہ میرے پاس کوئی ایسا امریکی کانگریس کا ممبر نہیں جس کو میں خط لکھوں اسی لئے میں نے خاتون رائے دہندگان کی انجمن لیگ آف ویمن ووٹرز سے رجوع کیا۔ یہ تنظیم ۱۹۲۰ میں بنی ہے اور اس کا مقصد فہرست رائے دہندگان میں نئی نئی شامل کی گئی عورتوں کو اپنے امیدواروں کے بارے میں اور وہ جن امور پر ووٹ دینا چاہتی ہیں ان کے بارے میں واقفیت فراہم کرانا ہے۔

میں نے کانگریس کے ایک رکن اور سینیٹ کے دو اراکین تک اپنی رسائی کو ہمیشہ ایک عام جمہوری حق سمجھا ہے اور یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ مجھ سے یہ حق چھیننا بھی جاسکتا ہے۔ اس سے پہلے جب ایک برس کے لئے ہم لوگ جرمنی میں تھے تب بھی ہم نے میسوری کے باشندوں کی حیثیت سے غیر حاضری بیلٹ کے ذریعہ اپنے حق رائے دہنی کو بچا کر رکھا تھا۔ جب سے میری عمر ۱۸ سال ہوئی ہے تب سے میں سال میں ایک بار اپنے نمائندوں کو خط بھیج کر کسی بھی سوال پر اپنی رائے ضرور دیتی ہوں۔ یہ دوسری بات ہے کہ جواب میں مجھے ایک فارم کی صورت میں چھپا ہوا خط مل جاتا ہے۔

آج کے زمانے میں امریکی کانگریس کے دفاتر کے ساتھ زیادہ تر خط و کتابت الیکٹرانک وسیلے سے ہوتی ہے۔ کوئی ای میل بھیجنے کے لئے اس قانون ساز کے حلقہ اختیار کے اندر صرف ایک زپ کوڈ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ڈی سی کے باشندگان ایوان کے حق رائے دہنی سے محروم مندوب کو لکھ سکتے ہیں۔ فی الحال وہ مندوب ایلی نور ہوس نارٹن ہیں۔ جو ڈیموکریٹک پارٹی کی ہیں۔ لیکن جب سینیٹ کے رکن تک پہنچنے کا معاملہ ہوتا؟ سینیٹ کے ایک سابق کارکن جینیفر اسلسن کا کہنا ہے ”آپ چاہیں تو ہاؤس آف ریپز کے ذریعہ ایک خط بھیج سکتے ہیں۔ اور وہ خط سینیٹ کے کسی اسٹاف کی میز تک بھی پہنچ سکتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے کھولا اور پڑھا جائے۔“



اوپر: صدر جارج ڈبلیو بش ۲۸ جنوری ۲۰۰۸ کو کانگریس کے مشترکہ اجلاس میں اپنا آخری اسپیچ آف دی یونین خطاب کرتے ہوئے، اٹین کی رو سے واشنگٹن ڈی سی کے ساکنان صدر کے لئے ووٹنگ کر سکتے ہیں لیکن نمائندگان کے لئے نہیں۔  
 بائیں: واشنگٹن ڈی سی کی نن ووٹنگ ڈیلی گیٹ ایلی نور ہوس نارٹن مارچ ۲۰۰۸ میں ہندوستان کے سفر کے دوران۔

مخالفین نے اپنی بحث کی بنیاد راجدھانی میں وفاقی مفادات اور اختیارات کی تفویض کے قانونی جواز جیسے سوالات پر آئین سازوں کی نیت کی تشریح و وضاحت پر قائم کی۔“ جوہل بعد میں ۲۳ ویں ترمیم بنا اور جس کے ذریعہ صدارتی انتخاب میں رائے دہی کی اجازت کے ساتھ ایوان اور سینیٹ میں نمائندگی کی بھی گنجائش نکالی گئی، اس پر کانگریس میں بحث کے دوران بہت سے لوگوں نے اس تشویش کا اظہار کیا کہ اس سے حکومت کے مرکزی غیر جانبداری ختم ہو جائے گی۔ کچھ لوگوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ ضلع ریاست جیسا ہو جائے گا۔ شہری امور کو کافی اہمیت دی جانے لگے گی۔ اس کے علاوہ دیگر میٹرو پولیٹن علاقے اور اور دوسرے امریکی خطے بھی اسی ڈھنگ سے سینیٹ کی نشستیں مانگنے لگیں گے۔

۱۹۷۸ میں لیگ آف ویمن ووٹرز نے آئین میں اس طرح ترمیم کرنے کی تحریک کی قیادت کی کہ جس سے ڈی سی کے باشندوں کو کسی

واشنگٹن ڈی سی کبھی ورجینیا اور میری لینڈ کے علاقوں پر مشتمل مربع کی شکل میں تھاقومی معاملات میں اپنی اواز بلند کرنے کے لئے ورجینیا کے سلکنان کو ان کا حصہ دے دیا گیا۔



ہونو میک ندی

واشنگٹن ڈی سی

جارج ٹاؤن

وہاٹ ہاؤس

لنکن میموریل

واشنگٹن

مونومینٹ

پنٹاگون

ہونو میک ندی

لیکنیڈریا

میری لینڈ

بحث و مباحث کے بعد ایک قانون منظور کیا گیا جس کے تحت وفاقی علاقہ کو دو کاؤنٹیوں میں تقسیم کیا گیا۔ اس ضلع کے سلسلے میں مخصوص قانون سازی اپنے آئینی اختیار پر کانگریس کے عمل درآمد کی اولین مثال ہے۔ اس عمل میں اس ضلع کے باشندے امریکہ کے سینیٹ کے ممبروں، نمائندوں یا صدر کے انتخاب میں میری لینڈ یا ورجینیا کے باشندوں کی حیثیت سے رائے دہی کے حق سے محروم ہو گئے۔ قومی قانون ساز ادارے میں اپنی آواز اٹھانے کے حق سے محرومی اور محدود مقامی کنٹرول کے سبب پیدا شدہ مایوسی کے کئی برس گزر جانے کے بعد ۱۸۳ میں ایکٹو ڈریا کو واپس ریاست ورجینیا میں دے دیا گیا اور اصل میری لینڈ والا حصہ دارالسلطنت کے طور پر رہنے دیا گیا جیسا کہ آج بھی ہے۔

ان تمام برسوں کے دوران کبھی ایسا بھی ہوا کہ کانگریس نے ڈی سی کے باشندوں کو محدود ہوم رول کی سہولت دی مگر بعد میں سیاسی موسم کے تبدیل ہونے کے ساتھ وہ سہولت منسوخ بھی کر دی گئی۔ ۱۸۷۱ سے ۱۸۷۳ تک ڈی سی کا بھی ایک عوامی نمائندہ مقامی قانون ساز یہ اور ایوان نمائندگان میں، رائے دہی کے حق سے محرومی ہی تھی، مندرجہ بھی ہوا کرتا تھا۔ لیکن تب ایک نئی مقامی حکومت نے شہر کی حسن کاری پر حد سے سوار قم خرچ کر دی، نتیجہ میں امریکی کانگریس نے آئندہ ۱۰۰ برسوں تک کیلئے مقامی حکومت کا تجربہ ہی ختم کر دیا۔

۱۹۶۱ میں آئین میں ترمیم کی گئی جس کے ذریعہ ڈی سی کے باشندوں کو صدر کے انتخاب میں حصہ لینے کا حق دے دیا گیا لیکن ایوان نمائندگان میں ڈی سی کے ایک اور حق رائے دہی سے محروم مندوب کی گنجائش نکالتے نکالتے ۱۹۷۰ آ گیا۔ ۱۹۷۳ میں واشنگٹن کا ہوم رول ایکٹ منظور کیا گیا۔ جس کے ذریعہ ووٹروں کو اپنا میئر اور ایک کونسل چننے کی اجازت مل گئی مگر اس کے باوجود اس ضلع اور اس کے مقامی قوانین پر حتمی اختیار کانگریس کا ہی ہے۔

جیسا کہ ’نودی ڈسٹرکٹ‘ میں واضح کیا گیا ہے ’ہوم رول کے

کا ذکر آیا ہے اور اس دستاویز کے لکھنے والوں نے جان بوجھ کر اس میں کسی طرح کی تبدیلی کو دشوار بنا دیا ہے۔ کوئی تبدیلی کرنی ہو تو آئین میں ترمیم کی ضرورت ہوگی۔ اس میں کئی سال لگ جاتے ہیں اور ریاستی قانون ساز اداروں کے تین چوتھائی ممبروں سے اس ترمیم کی توثیق بھی ضروری ہوتی ہے۔ واشنگٹن ڈی سی کے باشندوں کے حق رائے دہی کو وسعت دینے کے لئے جن بلوں کو لایا گیا ان کی مخالفت کرنے والے پیشتر لوگوں نے کسی مقصود نتیجے کے لئے ان بلوں کی مخالفت نہیں کی ہوگی بلکہ آئینی ترمیم کے لئے مخصوص ضابطے کے باہر کسی تبدیلی کی کوشش کی مخالفت کی ہوگی۔

مقامی خاتون رائے دہندگان کی انجمن لیگ آف ویمن ووٹرز ’نودی ڈسٹرکٹ آف کولمبیا‘ چھاپتی ہے جس میں واشنگٹن ڈی سی کے پیچیدہ ماضی اور بے نظیر موجودہ حیثیت کو بہت تفصیل سے سمجھایا جاتا ہے۔ اس گائیڈ کے مطابق ۱۷۸۳ میں فلاڈلفیا میں کانگریس کی ایک میٹنگ کے دوران، جس میں آئین نویسی کا کام چل رہا تھا، انقلابی جنگ سے لوٹ کر آنے والے برہمن فوجیوں کے ایک گروپ نے باقی سمجھوہ حاصل کرنے کے لئے مندوبین کو ڈرایا دھمکایا۔ ہوسکتا ہے کہ اس واردات کی وجہ سے یہ خواہش جاگی ہو کہ کسی بھی ریاست کے باہر ملک کا دارالسلطنت بنانے کے لائق ایک غیر جانبدار اور محفوظ شہر قائم کیا جائے۔ اس طرح آئین کے آرٹیکل ۱ سیکشن ۸ میں کانگریس کو ’امریکہ میں حکومت کے مرکز‘ کے لئے وہ جس ضلع کو تشکیل کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہو‘ اس کے تمام معاملات میں مخصوص قانون سازی‘ کا اختیار حاصل ہو گیا۔

اولین صدر جارج واشنگٹن نے راجدھانی بنانے کے لئے جس مقام کا انتخاب کیا وہ ۱۷۹۱ میں قبضے میں لیا گیا۔ ۱۶ میل لمبا اور ۱۶ میل چوڑا یہ مربع علاقہ دو ریاستوں میری لینڈ اور ورجینیا پر مشتمل تھا۔ یکم دسمبر ۱۸۰۰ کو اسے دارالسلطنت بنا دیا گیا۔ دارالسلطنت میں پڑنے والے دو شہروں جارج ٹاؤن اور ایکٹو ڈریا کے میٹروورٹی کونسل منتخب کئے جاتے تھے۔ تاہم ۱۸۰۱ میں کانگریس میں شدید

## ہند۔ امریکی تعلقات کی

### اگلی منزل کیا ہوگی؟

**امریکی** فل برائن اسکالر پال کیریز کے مطابق امریکی صدارتی انتخاب میں کامیاب خواہ کوئی بھی امیدوار ہو، اس کے اثرات ہند۔ امریکی تعلقات پر برائے نام ہی پڑیں گے۔ پال کیریز نے حال ہی میں دہلی یونیورسٹی میں چھ ماہ تک سیاسی نظریات کی تعلیم دی ہے۔ نئی دہلی میں علم سیاسیات کے ہندوستانی طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے کیریز نے کہا، ’’کرشن صدارت پر خواہ کوئی جلوہ افروز ہو، ہم ہند۔ امریکی تعلقات کے تسلسل کی توقع کرتے ہیں۔ ہم اس رفاقت کو مضبوط بنانے کا عزم و ارادہ رکھتے ہیں۔‘‘ کیریز نے فیض گوئی کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ کے آئندہ صدر بھی امریکی خارجہ پالیسی میں پاکستان اور ہندوستان کے مابین فرق کو محسوس سنبھالنا چاہئے۔ انہوں نے کہا، ’’صرف ہندوستان کے ساتھ تعلقات کو مستحکم بنانے کا سلسلہ جاری رہے گا بلکہ پاکستان کے تئیں پالیسی میں تشویش کا پہلو بھی اسی طرح باقی رہے گا۔‘‘ آخر میں کیریز نے متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ کبھی کبھی قیادت میں تبدیلی اپنے جلوبین علیحدگی پسندی لاتی ہے جہاں حکومت وقت مسائل عالم میں کم دلچسپی لیتی ہے نیز وفاقی اور سفارتی میدانوں میں مزاحمت اختیار کرتی ہے۔ تاہم وہ اہم صدارتی امیدواروں کے گونا گوں نظریات اور صدارتی انتخابات کی دوڑ کے عیاں اور غیر یقینی مزاج کے تناظر میں انتخاب سے استقدر پہلے اس ضمن میں کوئی پیش گوئی کرنے سے قاصر ہے۔

کیریز، امریکی ایگزیکٹو اسکاڈری پروگرام کے ڈائریکٹر اور ہم موسس ہیں۔ وہ علم سیاسیات کے پروفیسر بھی ہیں۔

— ایل ایس ایچ

## مزید معلومات کے لئے:

لیگ آف ویمن ووٹرز

<http://www.lww.org/>

ووٹر گائیڈ برائے ۲۰۰۸ انتخابات

<http://www.dnet.org/>

واشنگٹن ڈی سی ہوم رول آرگنائزیشن

<http://www.dcvote.org/>

ریاست کے باشندوں کی طرح ووٹ دینے کی اجازت مل جائے۔ ایوان نمائندگان اور سینیٹ دونوں نے حق رائے دہی ترمیمی بل کو منظوری دے دی۔ لیکن ۱۹۸۵ تک ۳۸ ریاستی قانون ساز اداروں کو اس ترمیم کی توثیق کرنی تھی جن میں سے ۱۶ نے اس کی توثیق کی اور اس کے بعد توثیق مہلت ختم ہوگئی۔

اگرچہ امریکی کانگریس کے بہترے اراکین باشندگان واشنگٹن کیلئے ایوان میں ووٹ کی حمایت کرتے ہیں مگر واشنگٹن ڈی سی کو ریاست کا درجہ دینے کا مطالبہ کم مقبول ہے کیونکہ اس کا مطلب ہوگا ایوان بالا میں مزید دو نشستیں بڑھ جائیں گی جب کہ پوری قوم کیلئے وہاں صرف ۱۰۰ نشستیں ہی ہیں۔ اگرچہ واشنگٹن ڈی سی کی آبادی ریاست وائیومنگ کی آبادی سے کہیں زیادہ ہے لیکن اس ضلع میں ان خصوصیات، جیسے کہ دیہی اور شہری علاقوں کی طرح کا متنوع جغرافیہ، کا فقدان ہے جن کا عام طور پر ریاستوں سے تعلق ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ آئین میں اس سلسلے میں کچھ نہیں لکھا ہوا ہے کہ ریاست کن چیزوں سے بنتی ہے۔

ڈی سی کے ایک مورخ مارک ڈیوڈرچرڈس کا کہنا ہے کہ "۲۰۰ سال سے صورتحال سے واقف ایسے لوگ اکثریت میں ہیں جو اسے تکلیف دہ تضاد مانتے ہیں۔ یہاں اس پر اصولی اتفاق ہے کہ ایک فرد ایک ووٹ کے برابر ہے لیکن کانگریس میں حل پر بحث ہوتی رہی ہے۔ کچھ لیڈر کسی خاص حصے پر تائید کرنے کو تیار ہیں مگر یہ دوسری بات ہے۔"

ڈی سی حق رائے دہی قانون کو ایک اور اضافی حل کے طور پر

لیگ آف ویمن ووٹرز کی حمایت حاصل ہے۔ اس قانون کے تحت ایوان میں ڈی سی کے جمہوری مندوب کو پورے ووٹ کا حق حاصل ہوگا۔ ایوان کی دوسری نشست ری پبلکن پارٹی کی طرف بھجواؤ رکھنے والے کسی رکن کیلئے ہوگی۔ ۲۰۰۷ میں یہ بل ایوان سے منظور ہو گیا لیکن سینیٹ میں بہت کم تائیدی ووٹوں کے فرق سے ناکام بھی ہوا۔ اس کے مخالفین جیسے کہ سینیٹ کے اقلیتی لیڈر ری پبلکن ممبر جے میک کوئل کا کہنا ہے کہ یہ آئینی اعتبار سے درست نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "اگر مقامی باشندگان کو نمائندگی ہی دینا چاہتے ہیں تو ہمیں ترمیم کا عمل شروع کرنا چاہئے۔" صدارتی امیدواروں میں سے اراکین سینیٹ 'بارک اوباما اور ہلیری روڈھم کلنٹن نے اس بل کی حمایت میں ووٹ دے جب کہ ری پبلکن سینیٹر جان میک کین نے مخالفت کی۔

ضلع کے لئے بھر پور رائے دہی کے حقوق حاصل کرنے کے مقصد کیلئے وقف ایک تعلیمی اور وکالتی تنظیم ڈی سی ووٹ کے مواصلاتی ڈائریکٹر کیون گیلر کا کہنا ہے کہ "ایک مثالی دنیا میں ترمیم ہی ایسا محفوظ ترین حل ہے جسے تائید حاصل ہو جائے گا بھی امکان ہے لیکن یہ ترمیم ویسی ہی ہو جیسی ترمیم کے ذریعہ ڈی سی کو صدارتی انتخابات میں ووٹ دینے کا حق فراہم کیا گیا۔ مساوی آئینی حقوق دینے کے لئے ایک ایسی ترمیم کی ضرورت ہوگی جس کے ذریعہ ڈی سی کے باشندوں کو بھی ریاستوں میں رہنے والے دوسروں کے برابر سمجھا جائے گا۔ اور اگر صاف بات کی جائے تو امریکہ اصولوں کے درمیان اس طرح کی نابرابری کو دور کرنے کیلئے دوسرے ملکوں میں کئے گئے اقدامات کی پیروی کرے۔"

ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں جو صل نکالا گیا وہی کارآمد ثابت ہو۔



جین وارنر ملہوٹرہ کی واشنگٹن ڈی سی سے تحریر، جہاں وہ اپنے ہندوستانی امریکی شہر کے ساتھ دو دہائیوں سے رہ رہی ہیں۔

## دی لیگ آف ویمن ووٹرز

مظاہروں کے ذریعہ حق رائے دہی مانگنے والی خواتین نے ۱۹۲۰ میں یہ انجمن ان خواتین کو اطلاعات کی فراہمی کیلئے قائم کی جو نئی نئی ووٹرنی تھیں۔ یہ قومی سطح پر عوام کے شعور کو کام کرنے والی ایک ایسی تنظیم ہے جو امریکہ کے جمہوری نظام کا سنگ میل بن چکی ہے۔ نئی نئی کے ساتھ غیر جانبداری پر عمل پیرا اس انجمن کے دروازے مردوں اور عورتوں دونوں پر کھلے ہیں۔ خاتون رائے دہندگان کی انجمن عوامی پالیسی کے امور کی وضاحت میں مدد دیتی ہے۔ اور شہریوں کے تمام سطحوں پر حکومت میں شریک اور باخبر رہنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ یہ انجمن عوامی عہدوں کیلئے کھڑے ہونے والے امیدواروں کی حمایت یا مخالفت نہیں کرتی۔ یہ پوری صدق دلی سے سیاسی تنظیم ہے جو اطلاعات اور وکالت کے ذریعہ مقامی اور قومی پالیسیوں پر اثر انداز ہونے کیلئے سرگرم عمل رہا کرتی ہے۔

صدارتی انتخابات سے قبل کے مہینوں میں پورے ملک میں اس لیگ کے کارکن ہزاروں گھنٹے رضا کارانہ کام کرتے ہیں کیونکہ امیدواروں کی بحثوں کا اہتمام رائے دہندگان کیلئے گائیڈ کی اشاعت اور نئے ووٹروں کے اندراج میں مدد کا کام ان کو ہی انجام دینا پڑتا ہے۔